



**The Ven'ble Archdeacon Ihsan Ullah**

Master Builder of the Panjab Church

کلیسیائے پنجاب کا وائس چانسلر

# آرچ بپٹریں احسان اللہ

مصحف

پادری رکت اللہ ایم اے ایف اے ایس ایم اے ایف اے  
سیاق کینن لاہور، قیصر لڈل وارچ بپٹریں احسان اللہ

پنجاب ریجنل بک سوسائٹی

انارکلی - لاہور

۱۹۵۹ء

پہلا قسط

# فہرست مضامین

۱	تعارف
۲	مضامین
۳	۱۔ اسلامی تاریخ کے اہم واقعات
۴	۲۔ اہل بیت علیہم السلام کی زندگی
۵	۳۔ اسلام اور دنیا کی ترقی
۶	۴۔ اسلامی تعلیمات
۷	۵۔ اسلامی اخلاق
۸	۶۔ اسلامی فنون
۹	۷۔ اسلامی معاشرہ
۱۰	۸۔ اسلامی حکومت
۱۱	۹۔ اسلامی اقتصادیات
۱۲	۱۰۔ اسلامی قانون
۱۳	۱۱۔ اسلامی سائنس
۱۴	۱۲۔ اسلامی ادب
۱۵	۱۳۔ اسلامی فنونِ لطیفہ
۱۶	۱۴۔ اسلامی تاریخ
۱۷	۱۵۔ اسلامی جغرافیہ
۱۸	۱۶۔ اسلامی طب
۱۹	۱۷۔ اسلامی فاضلہ
۲۰	۱۸۔ اسلامی تاریخ
۲۱	۱۹۔ اسلامی جغرافیہ
۲۲	۲۰۔ اسلامی طب
۲۳	۲۱۔ اسلامی فاضلہ
۲۴	۲۲۔ اسلامی تاریخ
۲۵	۲۳۔ اسلامی جغرافیہ
۲۶	۲۴۔ اسلامی طب
۲۷	۲۵۔ اسلامی فاضلہ
۲۸	۲۶۔ اسلامی تاریخ
۲۹	۲۷۔ اسلامی جغرافیہ
۳۰	۲۸۔ اسلامی طب
۳۱	۲۹۔ اسلامی فاضلہ
۳۲	۳۰۔ اسلامی تاریخ
۳۳	۳۱۔ اسلامی جغرافیہ
۳۴	۳۲۔ اسلامی طب
۳۵	۳۳۔ اسلامی فاضلہ
۳۶	۳۴۔ اسلامی تاریخ
۳۷	۳۵۔ اسلامی جغرافیہ
۳۸	۳۶۔ اسلامی طب
۳۹	۳۷۔ اسلامی فاضلہ
۴۰	۳۸۔ اسلامی تاریخ
۴۱	۳۹۔ اسلامی جغرافیہ
۴۲	۴۰۔ اسلامی طب
۴۳	۴۱۔ اسلامی فاضلہ
۴۴	۴۲۔ اسلامی تاریخ
۴۵	۴۳۔ اسلامی جغرافیہ
۴۶	۴۴۔ اسلامی طب
۴۷	۴۵۔ اسلامی فاضلہ
۴۸	۴۶۔ اسلامی تاریخ
۴۹	۴۷۔ اسلامی جغرافیہ
۵۰	۴۸۔ اسلامی طب
۵۱	۴۹۔ اسلامی فاضلہ
۵۲	۵۰۔ اسلامی تاریخ
۵۳	۵۱۔ اسلامی جغرافیہ
۵۴	۵۲۔ اسلامی طب
۵۵	۵۳۔ اسلامی فاضلہ
۵۶	۵۴۔ اسلامی تاریخ
۵۷	۵۵۔ اسلامی جغرافیہ
۵۸	۵۶۔ اسلامی طب
۵۹	۵۷۔ اسلامی فاضلہ
۶۰	۵۸۔ اسلامی تاریخ
۶۱	۵۹۔ اسلامی جغرافیہ
۶۲	۶۰۔ اسلامی طب
۶۳	۶۱۔ اسلامی فاضلہ
۶۴	۶۲۔ اسلامی تاریخ
۶۵	۶۳۔ اسلامی جغرافیہ
۶۶	۶۴۔ اسلامی طب
۶۷	۶۵۔ اسلامی فاضلہ
۶۸	۶۶۔ اسلامی تاریخ
۶۹	۶۷۔ اسلامی جغرافیہ
۷۰	۶۸۔ اسلامی طب
۷۱	۶۹۔ اسلامی فاضلہ
۷۲	۷۰۔ اسلامی تاریخ
۷۳	۷۱۔ اسلامی جغرافیہ
۷۴	۷۲۔ اسلامی طب
۷۵	۷۳۔ اسلامی فاضلہ
۷۶	۷۴۔ اسلامی تاریخ
۷۷	۷۵۔ اسلامی جغرافیہ
۷۸	۷۶۔ اسلامی طب
۷۹	۷۷۔ اسلامی فاضلہ
۸۰	۷۸۔ اسلامی تاریخ
۸۱	۷۹۔ اسلامی جغرافیہ
۸۲	۸۰۔ اسلامی طب
۸۳	۸۱۔ اسلامی فاضلہ
۸۴	۸۲۔ اسلامی تاریخ
۸۵	۸۳۔ اسلامی جغرافیہ
۸۶	۸۴۔ اسلامی طب
۸۷	۸۵۔ اسلامی فاضلہ
۸۸	۸۶۔ اسلامی تاریخ
۸۹	۸۷۔ اسلامی جغرافیہ
۹۰	۸۸۔ اسلامی طب
۹۱	۸۹۔ اسلامی فاضلہ
۹۲	۹۰۔ اسلامی تاریخ
۹۳	۹۱۔ اسلامی جغرافیہ
۹۴	۹۲۔ اسلامی طب
۹۵	۹۳۔ اسلامی فاضلہ
۹۶	۹۴۔ اسلامی تاریخ
۹۷	۹۵۔ اسلامی جغرافیہ
۹۸	۹۶۔ اسلامی طب
۹۹	۹۷۔ اسلامی فاضلہ
۱۰۰	۹۸۔ اسلامی تاریخ

نام

پتہ

تاریخ

نام

پتہ

تاریخ



ہمارا خدا ہی ہے پر جو باتیں ظاہر کی گئی ہیں وہ ہمیشہ تک ہمارے اور ہماری اولاد کے لئے ہیں تاکہ ہم ان سب باتوں پر عمل کر سکیں (استثنا ۲۹: ۲۹)۔ اُن کا حقیقی مقصد یہی ہے کہ کلیسیا کی بے حسی دور ہو جائے اور پنچاب کے مسیحی خوابوں سے بیدار اور حساس ہو کر اپنی کلیسیائی اور تبلیغی ذمہ داریوں کو مکمل طور پر جان کر اپنی مہنتی کے اصل مدعا اور غرض کو پورا کریں۔ اس لحاظ سے فردوس مکانی پادری صاحب مرحوم کا تعمیری کلام آئیسوی صدی کے آخری نصف اور بیسویں صدی کے پیشہ ریع کی تاریخ کلیسیائے پنچاب کا ایک باب ہے جو زمانہ کی تیز رفتاری اور خیرہ اندازی کے باوجود بے مروتی اور بے مہری کی ہواؤں سے بے نیاز ہے۔ کیونکہ کلیسیا کی کلیسیا مسیح کا وہ خطا ہے جو عرض آستینانی نے مسیحا ہی سے نہیں بلکہ زندہ خدا کی روح سے، پتھر کی تختیوں پر نہیں بلکہ گوشت کی یعنی دل کی تختیوں پر لکھا ہے (۱ کورنثی ۳: ۳)۔ وہ ایک ایسی عزت ہے جس کو اس دانا معمار نے دوسروں اور نبیوں کی نیو پر جس کے کوٹنے کے سرے کا پتھر خود مسیح ہے، تعمیر کیا ہے (افسی ۲: ۲۰)۔

فردوس مکانی کے وصال کے بعد اُن کے عقیدت مندوں نے مجھے خط لکھا کہ جس جن میں اُن کی زندگی کے چند واقعات لکھے تھے لیکن اُن خطوں کا بیشتر حصہ اس بات پر ختم تھا کہ کس طرح خدا نے اُن کی زندگیوں کو مرحوم کے ذریعہ تیدیل کر دیا تھا۔ یہ خط میرے پاس ریع صدی سے محفوظ پڑے ہیں اور اُن میں سے چند مقامات کا اقتباس اس کتاب میں کیا گیا ہے۔ اُن کے لکھنے والے ابرار مند اب خود داخل فردوس ہو گئے ہیں۔ جب میں ہولی ٹریسٹی چرچ لاہور کا (۱۹۳۶ء تا ۱۹۴۱ء) پاسبان تھا تو فردوس مکانی قبلہ پادری رحمت مسیح صاحب واعظ نے کئی بار مجھے تاکید کیا کہ عرض آستینانی کے سوانح حیات لکھو بلکہ ایک

موقعہ پر تو آپ نے یہاں تک لکھا "تم عجیب ناخلف لڑکے ہو۔ کتابوں پر کتاب لکھتے جا رہے ہو لیکن اپنے حقیقی تایا صاحب کی حیات لکھنے کا نام نہیں لیتے۔ ع کے غلے برآمد از چین کچھ تو ادا ہو چکی" لیکن میں مجبور تھا۔ فرائض منصبی اور عظیم القصدی نے مجھے ایسی نہ دی کہ اس سے پہلے یہ کتاب لکھوں۔ اب جو میں خود مہنت کی خدمت سے سبکدوش ہو گیا ہوں میں نے پہلی فرصت میں یہ بے تکلف اور بے ساختہ تصویر کھینچی ہے۔ الغلب ہے کہ میرے الفاظ کی خامی اور عبارت کی کج ادائیگی وجہ سے یہ تصویر با عظمت دکھائی نہ دے لیکن حلقہ مکانی کی زندگی کی گہرائی سب کی نگاہوں کو کھینچنے والی تھی ع بہ لو صاحب معنی را، رنگ صاحب صورت را۔ کیونکہ اُن کی مانیت نے اُن کے مسیح کی لافانی دلپذیری کا جامہ پہنا ہوا تھا۔

ایک لحاظ سے اچھا ہوا جو یہ کتاب عرض آستینانی کے وصال کے خربہا تیس برس بعد لکھی جا رہی ہے کیونکہ نزدیک کے واقعات کو فوراً قلمبند کرنے میں یہ خدشہ لاحق ہوتا ہے کہ او طلب جذبات کے تنازعہ میں نے کی وجہ سے واقعات کو مبالغہ اور رنگ آمیزی سے پیش کیا جائے لیکن صحیح اندازہ کے لئے جوش اور ہوش کا اعتدال ضروری ہے جس طرح پہاڑ کی چوٹی کی برف کے منظر کا لطف تب ہی حاصل ہوتا ہے جب اس کو قاصد سے دیکھا جائے اسی طرح کسی شخص کی زندگی کی عظمتوں کی اصل اہمیت اور اُس کا صحیح تاریخی مقام صرف تب معلوم ہو سکتا ہے جب اُس کی وفات کو کم از کم ریع صدی کا عرصہ ہو جائے۔ تب تاریخ اُس کی زندگی کے صحیح مقام کی نسبت اپنی صاحب رائے دے سکتی ہے۔ اس دنیا میں بہتیری تعلیم شخصیتیں گذر چکی ہیں لیکن تاریخ اُن کی طرف سے بے نیاز رہی ہے

بس نامور بزرگزمین دفن کردہ اند  
کہ بہتیش بروئے زمین یک نشان ماند









۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰

[illegible]



باب دوم  
شیخ بہار علی گانہ سی ہونا

[illegible][illegible]















[illegible]

\_\_\_\_\_

میں نے یہ کہہ کر ان کے دل سے ہنس دیا۔ ان کے دل میں تو یہ سوچا کہ یہ لڑکا تو کون سا ہے جس نے اس قدر بڑے آدمیوں کو ہنس دیا۔

بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم  
موسمًا من موسمي القرآن الكريم  
والذي جعل القرآن الكريم  
موسمًا من موسمي القرآن الكريم

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱



یہ مضمون ایک ایسے شخص کے لئے ہے جو کسی اور کے لئے لکھ رہا ہے۔  
اس شخص کے لئے لکھا گیا ہے جو اس کے لئے لکھ رہا ہے۔  
اس شخص کے لئے لکھا گیا ہے جو اس کے لئے لکھ رہا ہے۔

ہو گئے ہیں۔ آپ کی خاطر ہم کو منظور تھی اس واسطے ہم نے ابھی تک اُس کو کچھ نہیں کہا لیکن اُس کی زبان بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ ہر چھوٹے بڑے کو چیلنج دیتا پھرتا ہے۔ پہلے حسین بخش عیسائی ہو گیا پھر اُس کے بیٹے پوتے عیسائی ہو گئے وراثت عیسائی ہو گیا۔ وارہ گرد کے گناؤں کے لڑکے عیسائی ہو گئے ہیں اور ہر ہے ہیں اور اب جناب کے لڑکے نے ہر جگہ اودھم مچا رکھا ہے۔ آپ ہی بتلائیں کہ ع کیدو نکڑے کھینچے گی آگ یہ گھر گھر لگی پڑی

اگر ہمیں جناب کا بھلا نہ ہوتا تو ہم اس کو دو دن میں سیدھا کر لیتے اور بیک بینی دو دو گوش اُس کو برادری سے خارج کر دیتے۔ اُس کو بھی ہوش آجاتی ہے جناب نے اُن کو جواب دیا کہ میں نے اُس کو بہتیرا سمجھایا ہے لیکن وہ اپنے ارادے کا پکا ہے وہ نہیں مانتا اور نہ کبھی مانیکا۔ اُنہوں نے کہا پھر بہتر ہے کہ آپ اُس سے سمت بڑا ہو جائیں یہ جناب کے سینہ سے ایک آہ نکلی ادا آپ نے کہا میں آخرت کو اس دُنیا پر اور اپنے پلوں کے محبت پر ترجیح دیتا ہوں کہ آپ نے احسان کو ان باتوں کی خبر دی۔ اُس نے جواب میں کہا کہ جناب میں بھی آخرت کو اس دُنیا پر ترجیح دیتا ہوں اور اسی واسطے سب کچھ چھوڑ کر اور آپ کی ماں کی ادا بھائیوں، رشتہ داروں اور عزیز و اقارب کی محبت سے منہ موڑ کر عیسائی ہوتا ہوں۔ لیکن آپ اس بات کا یقین رکھیں کہ میں آپ کا وہی تابع دار بیٹا ہوں اور تا عمر آپ کا اور ماں کا فرماں بردار رہوں گا۔ باپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ ماں دھڑاٹیں مار کر رونے لگی اور احسان سے لپٹ گئی۔ گہرا مچ گیا۔ وہ بھی رونے لگا۔ بہنیں رحمت علی اور محسن علی سب کے سب فرازدار رونے لگے۔ آخر باپ نے کہا کہ جب تو ہماری بات نہیں مانتا تو جو تیری مرضی ہے کر لیکن عیسائی ہو کر تو گھر میں نہیں رہ سکتا۔ برادری تجھ کو خارج کر دینی اور تو کیس کا نہ رہ سکتا

احسان نے ایک آہ بھر کر کہا ع ماٹھا دار ہم دما را ناٹھا اور کارنیست۔ وہ گھر سے نکلی کر سیدھا بیٹ من صاحب کے پاس گیا اور اُن کو تمام حالات بتلائے اور کہا کہ اب میں بپتسمہ پانے کو تیار ہوں۔ پس ۶۶۔ اپریل ۱۹۷۷ء کے روز پادری بیٹمن نے احسان علی کو تادہ وال کے گرجا میں بپتسمہ دیا۔ اُس کا مسیحی نام احسان اللہ رکھا گیا۔

## باب سوم

### بٹال اور بنوں کے ایام

بپتسمہ پانے کے بعد احسان اللہ تادہ وال سے بہادری جسطے لکھے کی۔ میعاد دی۔ ڈیرہ بایانا تک پہنچا۔ بٹال اور بنوں کا نام لے کر چل پڑا۔ اُس کی قوم نے اُس کا مقابلہ کر دیا تھا۔ ماں باپ، بھائی بہن اور عزیز سب بچانے ہو گئے تھے لیکن اُس کا دل اطمینان سے پر ہو نہ سکیا تھا۔ اُس کا مستقبل تاریک تھا لیکن اُس کے ایمان کا نور اُس کے پاؤں کا چراغ اور اُس کے راہ کی روشنی تھا۔ اب وہ بیس سالہ نوجوان تھا اور اُس کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جس طرح خدا نے حضرت ابراہیم کو کہا تھا کہ صوفی اپنے وطن اور ناطے داروں کے چھوٹے اور اپنے باپ کے گھر سے نکلتا ہے اسی طرح خدا نے اُس کو بھی اپنے وطن اور رشتہ داروں اور اپنے باپ کے گھر سے نکالا ہے اور وہ ضرور















ان آیات میں میاں و حسن اللہ صاحب کے چند دستانوں نے آپ کو صلاح دی کہ آپ سرکاری نوکری اختیار کر لیں اور سکول کے کام کو چھوڑیں۔ انہوں نے کہا کہ آج کل اسٹریٹس پاس آدمی ملتے کہاں ہیں؟ ہونوٹسٹ ایسے لوگوں کو جلدی جلدی ترقی دے رہی ہے۔ آپ کا مرتبہ اعلیٰ ہوگا۔ تنخواہ نہایت معتدل ہوگی۔ شرف کا بھی انتظام ہوگا۔ آپ کو سکول کے کام میں شوق اچھی تنخواہ ملیگی اور نہ پینشن، آپ کی عزت بھی اتنی رہوگی۔ دیکھیں بالواسطہ کال کال کارا جو سرکاری نوکری پر تنگ گیا ہے اور ٹیپ ہے کہ وہ کسٹمر اسسٹنٹ کسٹمر کسیر اور ہو جائے گا۔ آپ نے جواب دیا کہ مجھے دولت، عزت، عجب و ثروت نہیں چاہیے بلکہ حق و قیامت ہے کہ میں سکول میں پڑھتا بھی نہیں چاہتا۔ جب احباب نے پوچھا کہ آخر آپ کیا کرنا چاہتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ میں اپنی زندگی، خلیل کی خدمت کے لئے وقف کرنا چاہتا ہوں۔ ایک دوست سے کہا کہ آپ دیکھتے نہیں کہ آپ پادری واسٹ بریٹھٹ نے بھی چھوڑ دیں شریعہ کر دیا ہے اور اب کلیسیا میں سیالکوٹ، دینا نگر اور گورداسپور وغیرہ سے بچہ بڑوں کی کھرتی ہوتی جا رہی ہے اگر آپ پادری بنے تو بس بچہ بڑوں کے پیروں میں آجائے۔ آپ نے ہنس کر کہا کہ اگرچہ پرنامی ست نزدعات ہیں مگر میں خود اپنے ملک و نام واسطے چاہتا ہوں۔ آپ نے کہا کیا تم نے نہیں پڑھا کہ مسقاہن پولوس کرنا ہے مجھے پادرس اگر میں انجیل نہ سنائیں۔ جتنی چیزیں میرے فتنے کی فتنیں ان کو میں نے مسیح کی خاطر نقصان سمجھ لیا ہے۔ میں اپنے خداوند مسیح یسوع کے فرمان کی بڑی خوبی کے باعث سب چیزوں کو کھانا سمجھتا ہوں۔ میرے منجی نے مجھے فرمایا ہے اگر آدمی ساری دنیا کو حاصل کرے اور اپنی جان کو کھو دے تو اسے کیا فائدہ ہوگا؟ میرے عزیز برادر۔ اگر تم چاہتے ہو کہ بڑے آدمی بنو تو خداوند کے حکم کو یاد رکھو۔

غیر قوموں کے سردار حکومت چلانے ہیں اور امر و اختیار جتانے ہیں لیکن میں ایسا نہ ہو بلکہ جو تم میں بڑا ہونا چاہے وہ تمہارا خادم بنے اور جو تم میں اول ہونا چاہے وہ سب کا غلام بنے۔ چنانچہ ہم آدم بھی اس لئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ اس لئے کہ خدمت کرے اور اپنی جان بہتروں کے لئے فدیہ میں دے۔ خدا کا سالن جہاں را بھقاقت منکر فوجہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشند

(۵۸)

ان دنوں میں پادری واسٹ بریٹھٹ ٹیلا میں مشنری تھے۔ وہ نہایت عالم شخص تھے اور انجیل کی تبلیغ کے دلدادہ تھے۔ وہ اردو، فارسی، عربی، یونانی، لاطینی، جرمن، فرینچ زبانوں کو اچھی طرح جانتے تھے اور لیشپ شرح صاحب کی طرح ہفت زبان پادری، کہلاتے تھے۔ جب سے میں احسان اللہ ناروال سے ٹیلا گئے تھے پادری واسٹ بریٹھٹ ان کے مشفق دوست اور صلاح کار رہے تھے جب میں صاحب بنوں سے ٹیلا واپس آئے پادری واسٹ بریٹھٹ کی حرم شناس نظر نہ دیکھا کہ جس طرح مونا صاحب آگ میں تلیا جاتے تو گندن ہو جاتا ہے اسی طرح میں صاحب کا دینی جوش بنوں کی مخالفت آگ کی بجلی سے نکل کر پیش از پیش ہو گیا ہے۔ میں انہوں نے آپ کو خواہ والہ باغ کی کوٹھی میں اپنے پاس بلایا اور ان کو شے پیار سے اپنا حق کار بننے کی دعوت دی اور کہا۔ میں آپ کے لئے ہمیشہ دعا کرتا رہا ہوں کہ خدا آپ کو انجیل کی اشاعت اور مسلمانوں کی نجات کا ذریعہ بنائے۔ میں اُس کے نام سے آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ سکول کا کام چھوڑ کر آپ اپنی زندگی کو اپنے مسلمان بھائیوں کی دھوئیں کو بچانے کے لئے وقف کریں۔ دونوں نے خدا کے حضور دعا کی۔ میان صاحب نے خدا کا شکر کیا جس نے اُس کو بیعت بخشی کہ دوسروں کو بچانے کا ذریعہ بنے۔

[illegible][illegible][illegible]













[illegible][illegible]









وادی جیسی مقام میں غالب کی شہسوار ہوئے۔







صحیح ہے پس میں بھی خمس کے بارے میں سرگرم تھا۔ چنانچہ ایک سال درپردہ گوارا  
نے قریباً دو صد روپیہ خمس کے طور پر ان کو دے دیا۔

پچھترے صد کے بعد چند سائل مولوی صاحب کے پاس آئے جو  
جسم کے چمٹے کٹے مضبوط اور خوب توانا تندرست معلوم دیتے تھے۔  
وہ خوش پوش اور ذی عزت دکھائی دیتے تھے۔ مولوی صاحب نے ان  
سائلوں کو خمس کے روپیہ میں سے جو ان کے پاس جمع تھے اچھی رقم سے  
دی۔ وہ لے کر بڑے خوش ہوئے اور چلے گئے۔ اس کے بعد پھر اسی قسم  
کے سائل مولوی صاحب کے پاس آتے گئے اور وہ معقول قیمتیں حاصل  
کرنے چلے جاتے تھے۔ ان سائلوں میں میں نے نہ بیمار دیکھے اور نہ غریب،  
نہ یتیم، نہ بیوہ، نہ مسافر یا بے۔

چند مہینوں کے بعد مولوی صاحب نادروال سے خیر اللہ پور چلے  
گئے اور پھر وہیں زیادہ قیام کرنے لگ گئے۔

یہ مکتوبات حالات دیئے ہیں لیکن کچھ کسیرے ذیل میں طرح طرح کے دعوے  
شروع ہو گئے۔ میں نے سوچا کہ ہم لوگ دکان دار ہیں۔ بھاری عیال دار  
بھی ہیں، محنت اور مشقت کے روزی کھاتے ہیں اور بال بچوں کو پالتے  
ہیں۔ خمس کا یہ روپیہ ہم سے وصول کیا جاتا ہے اور ایسے لوگوں کو دیا جاتا  
ہے جو نہ کوئی کام کرتے ہیں نہ کاج۔ اچھے بھلے۔ ہٹے کٹے موٹے نانے  
جسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ مولوی صاحب سے معلوم کرنا چاہئے کہ یہ کہاں تک  
جائز ہے کہ خمس کا مال ہم حفاکش محنتی لوگوں سے لے کر ایسے لوگوں کو دیا جائے  
جو نہ محتاج ہیں اور نہ بیمار، نہ یتیم ہیں، نہ مساکین اور نہ بیوائیں ہیں۔  
بلکہ ہم سے بہتر لوشاک پہنتے ہیں اور ذی عزت نظر آتے ہیں۔ اس سوال

پر میں نے بہت غور کیا اور قرآن شریف کو بھی اچھی طرح سے پڑھا۔ تب مجھے  
پر حقیقت چلی کہ قرآن شریف کے مطابق لوٹ کے مال میں سے خمس کا دار کرنا  
واجب ہے اور ہمارا مال تو لوٹ کا مال ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ محنت مشقت کی  
کمائی کا مال ہوتا ہے۔ میں اس سوال پر کئی دن سوچتا رہا۔ آخر ایک دفع جب  
جمعہ کا روز قریب آیا تو میں نے دلدرد سے کہا کہ یہ سب جائیدادوں کا مال نہیں  
گھر بار جو ہے، سب آپ کا ہی ہے اور میں بھی آپ کا چوں ہیں مولوی حشمت علی  
صاحب سے خمس کے مسئلہ کی نسبت بات چیت کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں  
نے فرمایا کہ اچھا ہے، خیر اللہ پور چلے جاؤ، جمعہ کی نماز بھی پڑھ آؤ اور اس  
مسئلہ کو بھی دریافت کر آؤ۔ اس روز چچا غلام فقیر مہتمم خان سے جو خیر اللہ پور  
کے نزدیک ہے، آیا ہوا تھا۔ والد نے اس سے ذکر کیا۔ اس نے بھی کہا کہ بہتر  
ہے وہ میرے ساتھ چلے چکے۔ وہاں جمعہ کی نماز بھی پڑھ آئے اور اپنے دل  
کے شکوک بھی رفع کر آئے۔ پس میں اس کے ساتھ چلا گیا۔ رات میں نے موضع  
خان میں بسر کی اور صبح میں اور چچا وہاں سے خیر اللہ پور چلے گئے۔

جب سب لوگ جمعہ کی نماز پڑھ کر چلے گئے تب میں نے مولوی  
صاحب سے خمس کے مسئلہ کی نسبت سوال کی۔ آپ نے کہا کہ تم خود  
جانتے ہو کہ خمس کی آیت قرآن میں موجود ہے اور یہ ایک الہی حکم ہے جس کو طاعت  
گناہ عظیم ہے۔ یہ آیت دسویں پارے کے شروع میں ہے اور اس کی صحیح تفسیر  
یہ ہے کہ ہر ایک چیز میں سے خمس دینا ہر دین دار پر فرض ہے۔ قدیم زمانہ سے  
اب تک اہل شیعہ دیتے چلے آئے ہیں۔ میں نے سوال کیا کہ جناب اگر نذرانہ  
سے خمس کا رواج چلا آ رہا ہے تو یہ نبلا میں کہ کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
کبھی لوٹ کے مال کے سوائے کسی میں سے خمس لیا تھا؟ مولوی صاحب

ہست ناراض ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم اس سوال کا جواب پھر دینگے۔ میں نے عرض کی کہ آپ اپنی وعظ و نصیحت میں خمس پر کسی سالوں سے زور دیتے رہے ہیں میں نے صرف دل کی تسلی کے لئے یہ سوال پوچھے ہیں۔ اس پر وہ ہست ملامت کرنے لگ گئے اور کہنے لگے کہ تم اپنے سالوں سے میرے شکار رہے ہو اور اب تم میرا یقین نہیں کرتے۔ میرا خیال تھا کہ تم ہست اپنے دین دار شخص ہو کر دوسروں کو وعظ و نصیحت کیا کرو گے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ شیطان تمہارے سر پر سوار ہو رہا ہے اور تم بھی احسان کی طرح کا فرما رہے لگے ہو۔ اس کے بعد وہ طیش میں آکر کہنے لگے، کیا تم نہیں جانتے کہ ہم مجتہد ہیں ہمارا قول تمہارے لئے کافی ہونا چاہیے۔ کوئی ضرورت نہیں کہ ہم کتابوں میں سے تلاش کر کے تمہارے سوالوں کا جواب دیں۔ ہم ایسے ہی عوامی حرب کی خاک جھان کر کٹے ہیں۔ ہم عالم ہیں اور سادات میں سے ہیں اور سادات کو امت پر فوجت حاصل ہے۔ میں نے پوچھا کیا یہ قرآن شریف میں ہے یا انہوں نے شغب ہاک ہو کر کہا۔ ہاں۔ قرآن مجید میں جہاں سورہ صافات میں فرمانا ہے سَلَامٌ عَلٰی اٰلِ یٰسَیْنِ۔ تم عربی جانتے ہو۔ اس کا ترجمہ کرو۔ میں نے عرض کی "سلام ہو اور پر اولاد رسول کے"۔ اس کے بعد وہ کہنے لگے۔ اب جاؤ اور خدا سے اپنے شک اور دوسرے شیطانی کے لئے معافی کے طلبگار ہو اور آئینہ جو کلام ہمارے غم سے نیکے اُس پر پکا یقین رکھو۔ میں یقین کر کے چچا غلام تقی کے ہمراہ واپس خان آ گیا اور سینچر کے در مارواں پہنچا۔

تو اُس کے روز میں نے کلام اللہ کی تلاوت کی۔ تلاوت کے بعد میرے دل میں خیال آیا کہ سورہ صافات کی آیت کو دیکھوں۔ جب میں نے اس آیت کو نکالا تو وہیں آیت کو اس طرح لکھا پایا۔ سَلَامٌ عَلٰی اٰلِ یٰسَیْنِ اور تحت لفظی

ترجمہ میں یہ الفاظ تھے "سلامتی ہو جو اور پر الیاس کے"۔ بھائی جی میں کیا بتاؤں کہ میرا حال کیا ہوا۔ میں سنائے میں آ گیا۔ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ زمین میرے پاؤں تلے سے بھل گئی ہے اور میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ مولوی صاحب کا میں بڑا معتقد تھا اور میرے خواب و خیال میں بھی یہ بات نہ آ سکتی تھی کہ وہ جھوٹ بولیں گے اور قرآن پر تحمت لگائیں گے۔ میں میرے دل میں خیال آیا کہ ممکن ہے کہ مولوی صاحب کی فرمودہ آیت قرآن مجید کے کسی دوسرے حصہ میں موجود ہو۔ میں میں نے تمام قرآن چھان مارا لیکن باوجود تلاش مادر جستجو کے وہ آیت کہیں نہ نکلی۔

بھائی جی۔ میں ہر وقت حیران اور پریشان رہنے لگا۔ کیونکہ میں بہت گھبراہٹ میں تھا اور نہیں جانتا تھا کہ کیا کروں۔ وہ دن کہ مجھے خیال سنا تھا کہ مولوی صاحب نے یہ کیا غضب کیا کہ اپنی بات کو قائم رکھنے کے لئے قرآن تک کو بدل دیا۔ میں جن کو ہمیشہ راست گفتار خیال کرتا تھا۔ نہ پیٹ بھر کر کھانا کھانا اور نہ سو سکتا تھا۔ غم اور غم سے بھرا رہتا تھا۔ ہر وقت یہی خیال آتا کہ مولوی صاحب نے یہ کیا کیا اور کیا ایسے علم مجتہد اپنی بات کو منوانے کے لئے قرآن شریف کی آیت کو تبدیل کر سکتے ہیں تو دوسروں کی باتوں پر کیا بھروسہ کیا جاسکتا ہے یا میں شہر کے باہر چلا جانا کیونکہ آدمیوں کو دیکھ کر مجھے وحشت سی ہو جاتی تھی۔

ایک شام کو میں اپنی خیالوں میں غرق تھا۔ روٹی کھانے کو جی نہ کرے فقہ اندر کروں تو باہر نکلے۔ میں دو چار لمحے کھا کر چار پانی پر بڑ گیا لیکن نیت نہ پاس نہ پھٹکتی تھی۔ آدھی رات کے قریب میری آنکھ لگ گئی کیا دیکھنا ہوا کہ ایک بڑا شخص میرے قریب آیا اور مجھے کہنے لگا۔ رحمت علی۔ مجھے کیا





۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰

۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰



[illegible][illegible]

تکمیل کا جس پر ایک اور خط لکھا ہے کہ "میں نے اس کتاب کو لکھا ہے"۔

[illegible][illegible][illegible]

























[illegible][illegible][illegible][illegible]

[illegible][illegible]



[illegible][illegible]

تاریخ: ۱۳۹۸/۰۵/۰۵

[illegible]

## باب ششم

کھلیا غریبوں کی ہانگی کے ایام

[illegible]

میرپنڈی میں سنی علماء نے سنیوں کو یہ بھی چاہیہ کہ ان کے پاس  
 جو کارپس انجمنیں ہیں، ان کے پاس ان کے مسائل پر غور کیا جائے کہ  
 کیا ان کے پاس ایسا کوئی شخص ہے جو ان کے مسائل پر غور کرے اور























[illegible][illegible]













[illegible][illegible]

































این کتاب در دسترس عموم قرار گرفته و می تواند به عنوان یک منبع برای دانشجویان و محققان در زمینه های مختلف استفاده شود.

[illegible][illegible][illegible]

































کے موسمِ خزاں تک۔ ہے۔ جب وہ پنجاب آئے تو ان کو جنگ بار کے علاقہ میں تعینات کیا گیا۔ پادری بیٹمن ڈمبر کے آخر میں جھنگ پار پہنچ گئے اور انہوں نے ٹوبہ ٹیک سنگھ کو اس تمام علاقہ کا صدر مقام بنا لیا۔ ڈاکٹر ڈانے وہاں زمین خرید کر سادہ مکان بنوا کر چرچ مشن کو دے دیئے۔ بہت سالوں کے بعد ۱۹۳۱ء میں یہ زمین اور مکانات ڈاکٹر ڈانے "چرچ اینڈ مشن سنٹرل کونسل" لاہور کے نام فروخت کر دیئے۔ ان مکانات میں پادری بیٹمن اور اس کا کھانا پکانے والا اور اس کی سہولت کے آؤٹ ر ہونے لگے۔ اس نے پادری جارج مشن صاحب مرحوم کو اپنے پاس رکھا لیا اور جب پادری احسان اللہ صاحب موجدان ٹوبہ ٹیک سنگھ پہنچے تو ڈاکٹر ڈانے پر لبِ سر رک دو کرے اور برآمدہ ہوا۔

جون سنہ ۱۹۳۱ء میں جب اس علاقہ میں چرچ مشن کے متعلق تھا تو ایک ہزار گاون آباد ہو گئے تھے۔ ان میں سے قریباً ۵۰۰ گاون بیٹمن کے ہیں کہیں رہتے تھے جو تعداد میں قریباً وہ ہزار تھے۔ ان میں سے آدھے نصف تعداد میں مسیحیوں کی تھی جو تاروال کے ارد گرد کے گاؤں سے آئے تھے اور چرچ مشن اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کے متعلق تھے۔ ان میں سے متعلقہ مسیحی آئیے تھے جو بچپن میں سے لے کر سات سالوں سے یہاں آئے ہوئے تھے جن کے گھر وہاں ہیں عورتیں اپنی نکاح کے رہتی تھیں کیونکہ وہاں کوئی مسیحی نکاح خواتین تھا۔ یہ مسیحی اکثر ایک جگہ سے دوسری جگہ تماشہ میں نقل مکانی کرتے رہتے تھے۔

جھنگ بار کے علاقہ میں ان دنوں کوئی ریل تھی اور نہ ٹی سڑکیں۔ کچی سڑکوں کے کہیں کہیں نشان تھے۔ اور چرچ مشن کے صدر مقام ٹوبہ ٹیک سنگھ سے یہ تینوں خادمہ الدین گوجر، سندھی، سکندر آباد و عیسائی بھرتی (بٹمن آباد) اور منٹنگمری والہ جایا کرتے تھے۔ راستے تو تھے نہیں۔ بہر طرف جنگل ہی جنگل تھے جو

دشوہ گزار اور ڈاکوؤں کی کھوہ تھے۔ جنہوں نے کئی دفعہ ان مردانِ خدا کو گھیر کر لوٹ لیا۔ تمام علاقہ میں شدت کی بے پناہ گرمی تھی۔ پانی پینے کے لئے کنوئیں تک نہ تھے اور جو تھے وہ کھاری پانی کے تھے۔ بعض اوقات نہر کے بنگلوں میں بھی پانی دستیاب نہیں ہوتا تھا کیونکہ راجھا کا خشک ہوتا تھا۔ ایسے اوقات میں یہ مردانِ خدا جو ہٹروں سے گندہ سڑ پانی جو حشرات الارض سے معمور ہوتا تھا لے کر اُس کو پال کر پی لیتے تھے۔ کھانے کو جو میسر ہوتا تھا لیتے اور خدا کا شکر کر کے جایا خدا کی کلیسیاؤں کی خدمت کرتے رہتے تھے۔ گرمی کی شدت کو آسان کرنے کے لئے ایسی کالی آندھیاں چلتیں کہ انسان کی آنکھیں اپنے ہاتھوں کو نہ دیکھ سکتیں۔ سواری کے لیڈر آؤٹ ہوتے تھے اور سونے کے لئے میٹھیوں کے استھان، دھتوں کے سائے اور چھوٹیاں مل جاتی تھیں۔ ایکس خدا کے یہ تینوں خادمہ دلہن صفت تھے۔ ان کو نہ سہری کی پرواہ تھی، نہ گرمی کی۔ نہ بھوک کی، نہ پیاس کی، نہ کام کا خراب تھا اور نہ آسائش کا۔ تن آسانی کو یہ جانتے ہی نہ تھے۔ خدا نے تینوں کو جسم بھی ایسے بھرتے تھے جو مضبوط تھے۔ خدا کی خدمت و کلیسیا کی محبت اور انجیل کی اشاعت میں ایسے شہرارہ بنے تھے کہ وہ نہ بیماری کو خاطر میں لاتے تھے اور نہ خدا کو بوجھتے تھے۔ وہ ایک سال میں کئی ہزار میل سفر کرتے تھے چنانچہ ۱۹۳۱ء کے آخر میں انہوں نے پادری بیٹمن سے نہ دھڑلے میں سوچیا سی میل پیدل سفر کیا تھا اور اُس کی عمر ساٹھ سال کی تھی۔ ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس جوان بہت پرانے سال کا نمونہ اُس کے دونوں چیلوں کے لئے جو دینی لچکا سے اُس کے بیٹے تھے کیا اثر رکھتا ہوگا۔ دونوں خدا کے فضل سے جوان اور نمونہ، غیور، مسیح کے عاشق اور نہ ہی سے کام کرنے والے تھے۔ بیٹمن کا نمونہ ان دونوں مسیح کے جان نثار عاشقوں کے لئے عسکرِ عشق پر ایک اور نایاب لچکا















[illegible][illegible]

۱- در این کتاب، در هر فصل، ابتدا یک متن عربی از قرآن کریم و سپس یک متن فارسی از تفسیر قرآن کریم آمده است.

[illegible][illegible]





















زندگی کا اثر نیتوں پر ڈالیں۔ خدا روح القدس جو تمام نسل کا سرچشمہ ہے آپ سب کو تسلی عطا کرے۔ میری طبیعت اچھی نہیں رہتی اور یہاں کلکتہ سے آرام کے لئے آیا ہوں۔ اس واسطے زیادہ نہیں کہہ سکتا۔ امید ہے کہ آپ خدا کے فضل سے بخیریت ہوں گے۔ آپ کا محبت صادق۔ جی۔ اے۔ کلکتہ۔

(۶)

بہنمہ پانے سے پہلے جب تک میں گھر میں رہا ہمارے مکان پر بادی نے شہر کے غنڈوں کا پہرہ لگا دیا تھا تاکہ نہ کوئی شخص ہم کو ملنے آئے اور نہ پانی بھرے۔ میں زمانہ مشن احاطہ سے دہائیوں مرتبہ پانی کا ایک گھڑا اور ایک بالٹی لے آتا تھا لیکن گرمیوں کے دنوں میں چھائی کا ایک لٹرا پانی اور میرا لٹرا پانی بیکس طرح کفایت کر سکتا تھا لیکن لڑاؤ ہوتا گیا۔ میرے بھائی آنے کے بعد پانی بھرنے کی مشکل بڑھ گئی۔ چنانچہ بادی پر ماتم مروجہ کہتے ہیں کہ میں رحمت اللہ پر پانی کی وجہ سے سخت مصیبت آئی۔ ہوتے ہوتے یہ خبر انگریز پادری تک پہنچی۔ اس نے قوم کے لوگوں کو بہت بھجایا لیکن جو کہ وہ ابھی پریڈیٹ نہ کر سکتے تھے اس کی کسی نے نہ مانی۔ آخر اس نے آپ کے والد صاحب کو بتلائے بغیر سیالکوٹی کے ڈپٹی کمشنر کو لکھا۔ ڈپٹی کمشنر خود نار دوال آیا اور اس نے سب کو بھولایا جب آپ کے والد صاحب کو یہ پتہ چلا کہ پادری صاحب نے ڈپٹی کمشنر کو بھجایا ہے تو انہوں نے بہت جرم مانا کیونکہ وہ مسیح خداوند کی خاطر قسم کی ایذا خوشی اور صبر سے برداشت کرنا چاہتے تھے تاکہ ان کے سبر کا اثر قوم پر ہو۔ خیر۔ جب سب جمع ہوئے تو تو حکم ضلع نے تمام باؤں کو دریافت کر کے کہا کہ ٹک کے تالوں کے مطابق مذہب کی تہذیبی سے سابقہ حقوق رائل نہیں ہو جاتے ہیں۔ اس واسطے میں رحمت اللہ کا حق ہے کہ جس کنوئیں سے وہ پہلے پانی لیتے تھے اسی کنوئیں سے اب بھی لیں یہ بات

قوم کے لوگوں کے لئے مشکل تھی کیونکہ وہ گنڈوں کا گنڈاں بڑی مسجد کا گنڈاں تھا۔ نیاس نے میں صاحب کو کہا کہ بالٹی لاؤ اور میرے سامنے گنڈی میں سے پانی نکالو۔ شب آپ کے والد صاحب کھڑے ہوئے اور قوم سے مخاطب ہو کر کہنے لگے "بھائیو۔ میں نے صاحب ڈپٹی کمشنر کے آگے شکایت نہیں کی اور نہ مجھے یہ خبر تھی کہ وہاں ٹینک۔ کیونکہ میں مسیح خداوند کے نقش قدم پر چل کر اپنے ایمان کے لئے دکھ اٹھانا چاہتا تھا۔ اور میں رسولوں کی طرح خدا کا شکر کرتا تھا کہ میں اس لائق ٹھہرا کہ خداوند کے نام کی خاطر بے عزت کیا جاؤں۔ بازاروں میں اور گلیوں میں عنایت و کھٹکار کی آوازیں میرے لئے فخر کا باعث تھیں۔ آپ کا اس میں قصور بھی نہیں کیونکہ آپ اس خیال سے یہ سب باتیں کر رہے ہیں کہ آپ خدا کی خدمت کر رہے ہیں۔ آپ کی شرافت کے شکر نے یہ سب پیچ کھائے ہیں اور میرا مطلق مقابلہ کر دیا ہے۔ لیکن اب آپ نے خود اپنے کانوں سے سنا کہ شمع کے کلموں کی بیعت کہ جو میرا حق ہے، آپ مجھ سے خانہ چھین نہیں سکتے۔ میں نے آپ کو یہی سمجھایا لیکن آپ نے یہ بات نہ سمجھی اور نہ مانے حالانکہ گرمی کے سبب ہم پیا سے رہے۔ آپ نے میرے طرف کر بڑا بنا دیا اور بریبتی کی طرح آپ میرے بچوں کو روٹی پانی کے بغیر بلکتے دیکھتے رہے اور اس سے مس نہ ہوئے۔ آپ یہ گنڈاں جس میں سے پانی نکالنا میرا حق ہے مسجد کا گنڈاں ہے اور اگر میں نے اپنا حق استعمال کر کے اس میں سے پانی نکالو تو آپ کے خیال کے مطابق یہ پلید ہو جائیگا اور آپ اس میں سے پانی نہ کھریں گے اور آپ کے بچوں کی جھوک۔ پیاس کا وہی حال ہو جائیگا جو ہمارا ہو رہا ہے۔ اور میں یہ بات بھرتہ نہیں چاہتا کیونکہ میرے خداوند کا حکم ہے کہ جو کچھ تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں وہی تم بھی ان کے ساتھ کرو۔ میں خوشی سے اپنے حق سے سب کے روبرو دست بردار ہوتا ہوں۔ میری عرض صرف یہ ہے کہ آپ سقہ کو میرے









تھے۔ ان کو المیات کے امتحانات پاس کرنے کی ترغیب دیتے تھے اور ان کو خود پڑھاتے تھے۔ چنانچہ ۱۹۵۵ء میں انہوں نے منٹنگٹن والیس ایک ماہ کے لئے مسٹیفین کو تعلیم دی جس طرح وہ نارووال کے علاقہ میں تعلیم دیا کرتے تھے۔ انہوں نے پانچ مسٹیفین کو "لیچ پورڈ" کے امتحانات کے لئے تیار کیا اور پانچوں پاس ہو گئے۔ اگلے سال پھر نوے دواہ کے لئے ٹوپیک سنگھ میں مسٹیفین کو تعلیم کے لئے جمع کیا۔ ۱۹۵۹ء میں انہوں نے نہ صرف مسٹیفین کو بلکہ تمام علاقہ کے مختلف گاؤں اور قصبوں کے سربراہ اور مسیحی لیڈروں کو جمع کیا تاکہ وہ انجیل میں بدل کے اصولوں سے اور مسیحی نجات سے واقف ہو کر منہ دوڑا اور مسلمانوں کو صلیب کی خوشخبری کا پیغام دیں۔ پس اس سال انہوں نے سات سو اشخاص کو ٹوپیک سنگھ میں اور ایک ہزار نفر مسیحی کو منٹنگٹن والیس اکٹھا کیا۔ اور ان کو خوش دلا کہ وہ جس جگہ بھی جائیں خداوند مسیح کے نام کا پرچار کریں اور کلیسیاؤں کو ہر جگہ میدان کے مضبوط بنائیں تاکہ ہر ایک جگہ کی کلیسیا اپنے مبلغ کے اخراجات کی ذمہ دار ہو جائے اور اپنے پاؤں پر کھڑی ہو جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہاں پڑھ اور ناخواندہ لوگ بنے اور کچھ ہو کر اپنے نجات دہندہ کا پیغام غیر مسیحیوں کو دینے لگے اور اس کو شمش میں سے مختلف مقامات کی کلیسیا میں اپنے اسنادوں کی خواہ کی ذمہ دار ہو جائیں۔

پادری احسان اللہ صاحب بہت سے دینے میں کبھی جلد باز ہی سے کام نہیں لیتے تھے۔ وہ اپنے مسٹیفین کو اکثر کہتے تھے کہ مجھے خدا کی ضرورت نہیں۔ مجھے اس بات کی ضرورت ہے کہ جس شخص کو تم بہت سے لئے پیش کرو اس کو اپنے گناہوں کی معافی ہو احساس ہو اور انجیل میں بدل کے اصولوں کو خاطر خواہ جانتا ہو مجھے کوڑیوں کی ضرورت نہیں۔ مجھے سونے اور کندن کی ضرورت ہے کوڑیوں

کا ذخیرہ جو ایک روپیہ کے برابر بھی نہیں ہوتا اسی طرح وہ استحکام کی رسم کے واسطے بہت کم لوگ پیش کیا کرتے تھے اور ہمیشہ اس بات کے خواہاں ہوتے تھے کہ جو امیدوار پیش کئے جائیں ان کو نئی زندگی کا تجربہ ہو۔ لشب لیڈر نے بھی یہی چاہتے تھے اور جب کبھی وہ مستحکم کرنے کی خاطر ٹوپیک سنگھ آتے تو دونوں مرد خدا ایک دوسرے سے تعلیم ہو کر ملنے اور ایک دوسرے کے روحانی تجربوں سے مستفید ہوتے تھے۔ ۱۹۵۷ء میں انہوں نے تمام علاقہ جفت بار سے صرف تیس مردوں اور عورتوں کو استحکام کے لئے پیش کیا گیا۔

اسی سال پادری احسان اللہ صاحب نے ملتان میں مقدس ہفتہ کی عبادتوں میں وعظ کئے۔ وعظ کیا تھے، انہوں نے لوگوں کے دلوں کو ہلادیا۔ ملتان کی کلیسیا کو جمع ہوئے دس کروڑ غفلت سے بیدار کیا۔ ایک سو دو ہی مقدس ہفتہ کے تھے پھر وعظ پادری احسان اللہ کے اسونے پر شہر کا کام ہوا۔ ان کے دولاکھ تیرہ خطوں نے شہر اک جمو کے منظر کو لوگوں کی آنکھوں کے سامنے ایسے الفاظ میں پیش کیا کہ وہ بے اختیار ہی کی حالت میں رہے اور اپنے گناہوں کا اقرار کر کے خدا سے مغفرت کے طالب ہونے لگے۔ آپ کی تقریروں کی دھوم مچی تھی اور بعض مخدوم آپ کو ملنے کے لئے آئے جن کو آپ نے خداوند بلیو کی نجات کی خوشخبری سنائی۔ کلیسیک شہر کے دھمکے گئے کہ وہ کب نہ ایسی زندگی بسر کریں گے جو مسیح خداوند کے نام کے لائق ہوگی اور اپنے مشعلی دور میں شہر کے گناہوں میں نجات دہندہ کا پیغام دیا کرینگے۔

اسی سال کے سال میں آپ اپنی رخصت کے ایام میں ڈیرہ دون گئے۔ آپ کے لئے حسب سابق باسوں کو انتظام کر گیا اور آپ نے جا بجا شہر میں اور گروں میں تقریریں کیں جن سے بیلاری کی گروہاں کی کلیسیاؤں میں سرور







۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰

کتابت کے نسخہ کے سر پر شکر و شکر کے الفاظ لکھے ہیں۔ یہ نسخہ  
 ایک ہی نسخہ ہے اور اس میں کچھ اضافہ ہے۔ یہ نسخہ  
 کتب خانہ کے سر پر شکر و شکر کے الفاظ لکھے ہیں۔

## باب چہم

سیلف سپورٹ اور مقدس پولیس کا طرز عمل

[illegible]

[illegible]

ALLAH 22  
A. L. S. MISHKAT, ST. PAUL'S  
AND 22/23.

[illegible][illegible]

\_\_\_\_\_















[illegible][illegible][illegible]





استحقاق حاصل کرنے والے امیر وادوں کا ہر گاؤں میں جا کر امتحان لیا۔ ۱۹۱۵ء  
کا سال الفلوٹنر کا سال تھا۔ جب لوگ دھڑا دھڑا دھڑا رہے تھے کہین صاحب  
نہ ہوا کہ بیابانوں کے پاس جاتے۔ ان کے ساتھ دنا کرتے، ان کو خدا کے پاس جانے  
کے لئے نیا کرتے، ان کو عشتائے ربانی دیتے اور ان کی بیواؤں اور یتیم بچوں کی  
پرورش وغیرہ کا انتظام کرتے رہے اس سال اموات اس کثرت سے ہوئیں کہ جب  
ایشیپ ڈسٹریکٹ ٹوہر آئے تو استحقاق کے ایک سو سے زیادہ امیر وادوں میں سے  
صرف ۴۰۰ پیش ہو سکے۔ باقی امیر وادوں کی اکثریت جوانوں کی تھی الفلوٹنر کا  
شکار ہو چکے تھے۔ ایشیپ صاحب جہاں گئے کہ جسٹس کی کمزوری کے باوجود کہیں  
صاحب جوانوں کی سی ہمت اور جوش کے ساتھ اپنے کام میں لگے رہتے ہیں۔ ان کا  
تو یہ حال تھا۔

نقصان نہیں جو میرا طالع میرا گھر خراب ہوگا زمین کے بدلے بیابانوں کی نہیں  
وہ خداوند کی خدمت دل و جان سے کرنے کے عادی ہو چکے تھے۔ وہ اپنی طبیعت کی  
افتخار کے ہاتھوں مجبور تھے اور اس طبیعت کا سا بچا تھا پختہ ہو چکا تھا کہ وہ  
توڑا جاسکتا تھا، لیکن مور نہیں جاسکتا تھا۔ چنانچہ ایشیپ صاحب کچھ نہیں  
تھکے کہین احسان اللہ صاحب کا کام دیکھ کر اچھا خوش ہوئی ہے۔ پیرائہ سالی اور  
نقصان کے باوجود وہ اپنے کام کو اس تنہی اور جان نثاری سے کرتے ہیں اور اس کو  
اس خوبی سے سر انجام دیتے ہیں کہ انسان عیش و عشرت کرنا دھاتا ہے۔

اسی سال ڈاکٹر و جانا تھو پر بنووتا آپ کی ملاقات کرنے کو ٹوہر آئے کیونکہ انہوں  
نے سنا تھا کہ کہین صاحب کی طبیعت ناساز رہتی ہے۔ وہ ان کے ساتھ چند ایک  
جگہوں میں گئے اور خدا کا کام دیکھ کر خدا کی بڑائی کرنے لگے جس نے ان کو اپنی خدمت  
کے لئے بلایا ہے۔ وہ ٹوہر ٹیک سنگھ کے سائٹ سکول کا کام دیکھ کر بہت خوش

ہوئے جس میں ساٹھ بالغ مسیحیوں کو گورکھی سکھائی جا رہی تھی تاکہ خدا کا کام  
پڑھ سکیں۔ دونوں قدیم دوست دعا کے بعد ایک دوسرے سے مجاہد ہوئے اور جاتے  
جانے کہ گئے۔ احسان اپنی صحبت کا خیال رکھتے خدا نے جو جسم تم کو دیا ہے اس  
پر دم کرو اور اس سے اس کی طاقت سے زیادہ کام نہ لو۔

حق تو یہ ہے کہ کہین احسان اللہ صاحب کی دل کی دھڑکیں ان کو کہاں کہاں  
لینے دیتی تھیں۔ وہ خدا کے کام میں بدستور اپنی خصوصی سرگرمی اور کوشش سے  
مشغول رہے۔ وہ اندر ہی دیکھتے تھے، دگر می۔ نہ دن دیکھتے تھے، نہ رات، نہ  
جس کو خدا کی پروردہ کے بغیر خداوند کا یہ عاشق کام کرنا گیا اور پروردہ اور انجیل  
کی شمع کے جو گرد اہوتا گیا۔ لیکن ساتھ ہی جسم بھی روز بروز زہاں ہوتا گیا چچا  
میشن کے سیکریٹری اس وقت پوری گفت تھے جو ان کو نار و دال سے جانتے تھے۔

۱۹۲۱ء میں انہوں نے کہین صاحب کو سیکرٹری سے جالین میں پر سے کوٹ کر  
بھیج دیا اور کہا کہ آپ وہاں قیام کریں اور وہاں سے ٹوہر کے علاقہ کے کام کی نگرانی  
کریں اور وہاں کے مسٹر ڈیوڈ کو پریسیڈنٹ کے عہدہ کے لئے تیار بھی کریں چنانچہ  
کہین صاحب نے گریس کے جینے کوٹ کر وہیں کاٹے۔ وہاں عبادتوں میں وہ  
دعا کرتے تھے جن کی اعلیٰ روحانیت دور دور سے لوگوں کو کوٹ کر گھونٹتی تھی۔

جب ساڈھو سندرسنگھ نے سنا کہ کہین صاحب کوٹ کر آئے ہوئے ہیں  
تو وہ ان سے ملنے گئے اور ان کے پاس ہفتہ روزہ قیام کیا یہ خیال کر سکتے ہیں کہ یہ وہاں  
مردان خدا جنہوں نے اپنی زندگیاں دیوانہ وار خداوند کی انجیل کی خاطر وقف کر دی  
تھیں ایک دوسرے کی ملاقات سے کس قدر محظوظ ہوئے ہونگے۔ وہ ایک دوسرے  
کے ساتھ روحانی گفتگو میں راتوں رات خداوند سے دعا کرتے اور اس کی تعریف و حمد کرتے ہیں  
گزار دیتے تھے اس ملاقات کے دوران میں ساڈھو جی نے ایک توار کو وہاں وعظ



بھی کیا۔ ان دونوں مقدسوں کی یہ آخری ملاقات تھی۔ اس کے بعد وہ ایک دوسرے سے خدا کی حضوری میں آسمان پر ملنا ہی چاہتے تھے۔

جب کین صاحب کوٹ گڑھ سے اکتوبر میں واپس آئے تو ان کی طبیعت تندرست نہ تھی۔ پیٹ کی آپ دھوا نے ان کی صحت کو ایک حد تک بحال کر دیا تھا۔ وہ کوسوں چلنے کے عادی تھے اور کوٹ گڑھ میں حسبِ عادت ریلوں پر نکل جاتے۔ پادری جن سنگھ صاحب اور پادری ڈیوڈ صاحب ان کے ہمراہ ہوتے تھے جن سے وہ شگفتہ روی اور خندہ پیشانی سے لطف و محبت کی باتیں کیا کرتے اور ان کو روحانی فیوض اور برکات سے مالا مال کیا کرتے تھے۔ ان کی صحت اور پیٹ کے قیام نے ان کی خرابی صحت کو بہت حد تک درست کر دیا اور وہ دوبارہ اگر حسبِ مشورہ اپنے کام میں اپنے خصوصی جوش کے ساتھ مشغول ہو گئے۔

جب ۱۹۲۲ء کا موسم بہار گذر گیا تو کین صاحب کی طبیعت موسمِ گرمیوں میں مضطرب ہوئی شروع ہو گئی۔ آپ نے کیلیوں کے سلسلہ میں لاہور جانا تھا۔ آپ نے وہاں کے ڈاکٹروں سے معائنہ کرایا۔ ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ آپ یا تو اپنے کام میں سہل انگاری اختیار کریں اور یا خدمت سے سبکدوش ہو جائیں۔ آپ نے جواب دیا کہ انجیل کی تبلیغ اور کلیسیائی خدمت اور پھر سہل انگاری اور تن آسانی یہ وہ باتیں متضاد ہیں۔ مجھے مشن کی خدمت سے سبکدوش ہونا منظور ہے لیکن میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ انجیل کی سی شاندار خدمت میں تن آسانی سے کام کر دوں۔

میں تن دہی کی ضرورت ہے۔

صحت ایست کہ دل راضی و ہد آرام و اگر نہ کیست کہ آسودگی نمی خواہد  
احباب نے مشورہ دیا کہ آپ اس گرمیوں کے موسم کو اور دیکھ لیں اور پیٹ چلے جائیں۔ اس پر بھی آپ کی طبیعت کمزور اور مضطرب ہی رہی تو آپ فارغ التحصیل

ہو جائیں۔ آپ کی عمر پھر ۴۵ سال کی ہو جائیگی۔

اگر کین صاحب کی رقیقہ معیات ان کے ساتھ ہوتیں اور ان کے کھانے پینے میں وہ دیکھ بھال کرتیں تو جیسا آپ کا بدن تنومند تھا اور آپ کی عاداتِ خلوت کے مطابق تھیں آپ اس عمر میں نہ صرف جوں ہمت اور جوشِ ہمت بلکہ جوانوں سے بھی بڑھ کر کام کرنے اور پھر بھی جسم پر کوئی بڑا اثر نہ پڑتا۔ لیکن گھر کا آرام ان کے نصیب میں نہ تھا۔ ان کی رقیقہ معیات کو ٹوبہ آنے کے بعد جنوں کے شدید درد سے ہونے شروع ہو گئے۔ ہر چند انہوں نے علاج کیا لیکن ح مرض بڑھتا گیا جنوں جوں دما کی آخراں کی دیوانگی نے نشہ دانہ صورت اختیار کر لی۔ نب لاجام ہو کر بادل نا خواستہ انہوں نے اپنی زمانہ کی ظاہر کی کہ ان کی رقیقہ معیات کو سینٹل اسپتال میں داخل کیا جائے۔ لیکن صاحب بھی یہ کہہ دیا کہ جب جنوں کی نشہ دانہ صورت میں افادہ ہو ان کو اطلاع دی جائے تاکہ وہ ان کو اپنے ساتھ گھر لے جائیں اور ان کی خدمت خود کریں۔ چنانچہ جیسا ہی کیا گیا جب ان کی بیماری میں اصلاح کی ضرورت نظر آئی تو وہ ان کو اپنے ساتھ لے آئے گھر میں اگر ان کی طبیعت سبھل گئی اندر سب نے خوشی منائی اور خدا کا شکر کیا لیکن یہ حالت دیر پا نہ رہی اور مرض پچھلے سے بھی زیادہ دور کے ساتھ خود کو آیا بیان تک کہ ان کو دوبارہ اگرہ کے سینٹل اسپتال میں بھیجا پڑا۔ جہاں وہ کئی سال رہیں۔ پلاس بیماری کا اثر کین صاحب پر یہ ہوا کہ ان کو کبھی گھر کا آرام نہ ملا لیکن انہوں نے کبھی اضطرابِ طبع کا اظہار نہ کیا۔ یہ قلبی اضطراب ہمیشہ دل ہی میں رہا۔ گو ذل اشکبار تھا لیکن آنکھیں ہمیشہ خشک ہی رہیں۔ وہ اپنی طبیعت کو ضبط و انقیاد میں لانے کے عادی ہو چکے تھے۔ پس انہوں نے اس عہدِ تنویر کو پورے حیر اور سکون سے برداشت کیا ایسا کہ ان کے دماغ کے دامن پر کبھی پریشانی خاطر کی دھند نہ دگا۔ وہ لوگوں کی رسول کی طرح کہتے تھے مگر شفق کی زیادتی کے باعث میرے پچھلے جہان کے اندیشہ سے میرے جسم میں کچھ نہ









